

2/34

هفت روزہ

لاہور

مہینہ مبارک رمضان

شعبہ اشاعت و تبلیغ
شیخ الفیہ رحمۃ اللہ علیہ
شیخ انوار مدظلہ العالی

۲ جنوری ۱۹۵۰ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں

امام حافظ ابن عساکر کی استاد بیبیاں

یہ اہم حدیث کے بڑے عالم ہیں۔ جن استادوں سے انہوں نے یہ علم حاصل کیا ہے ان میں اسی سے زیادہ عزیز ہیں۔
خاندانہ - انہیں ایک یہ نانا ہے کہ عورتیں دین کا علم حاصل کر کے شاکردی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچتیں۔

امام یزید بن مارون کی لونڈی

یہ حدیث کے بڑے امام ہیں۔ اخیر عمر میں بنگاہ بہت کمزور ہو گئی تھی۔ کتاب نہ دیکھ سکتے۔ ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی۔ خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتا دیا کرتی۔
خاندانہ - حضرت اللہ اُس زمانہ میں لونڈیاں باندیاں عالم ہوتی تھیں۔ اب بیبیاں بھی اکثر جاہل ہیں۔ خدا کے واسطے اس وجہ کو مٹاؤ۔

ابن سناک کوفی کی لونڈی

یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں۔ انھوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے۔ اس نے کہا تقریر تو ابھی ہے مگر اتنا عجیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس سنے بار بار کہتا ہوں۔ کہ تم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں۔ کہنے لگی جب تک کہ مجھ سمجھیں گے بھلا کر گھبرا جائیں گے۔

خاندانہ - کسی عالم کی تقریر میں ایسی گہری بات سمجھا عالم ہی سے ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھی۔ یہیسی لونڈیوں سے تو کم رست رہو۔ خوب شوش کر کے علم حاصل کرو۔ گھر میں کوئی مرد عالم ہو تو ہمت کر کے عربی بھی پڑھ لو۔ پورا مزا علم کا اسی میں ہے۔ تم کو تو لاگوں سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ کہاں دھما نہیں اہلبیان سے اسی میں لگی رہو۔ رہا سینا پرانا وہ ہفتوں میں سیکھ سکتی ہو ساری عمر کیوں برباد کرتی ہو۔
ابن جوزی کی پھنکھو پھی
 یہ بزرگ بڑے عالم ہیں ان کی پھنکھی

ان کو بچپن میں عاملوں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے جایا کرتیں۔ بچپن ہی سے علم کی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں مثلاً اللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہو گئے کہ عاملوں کی طرح وعظ کئے گئے۔
خاندانہ - دیکھیہ اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھانے کا کتنا بڑا خیال تھا۔ وہ بڑی بڑھی ہوئی خود لے گئیں تم اتنا تو کر سکتی ہو کہ جب تک وہ دین کا علم نہ پڑھ لیں انگریزی میں مت پھنساؤ۔ بڑی صحت سے روکو اس پر تنبیہ کرو۔ مکتب میں مدرسے ہیں جانے کی تاکید کرو اب تو یہ حال ہے کہ اول تو پڑھانے کا شوق نہیں اور اگر اسے تو انگریزی کا کہ میرا بیٹا تحصیلدا ہوگا۔ ڈپٹی ہوگا۔ چاہے قیامت میں دوزخ میں جائے اور ناں باپ کو بھی ساتھ لے جائے۔ یاد رکھو کہ سب سے مقدم دین کا علم ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

امام ربیعہ الرائے کی والدہ

یہ بھی بڑے عالم ہوئے ہیں۔ امام مالک اور حسن بصری جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ ان کے والد کا نام فروخ ہے۔ بنی امیہ کے بادشاہی کے زمانہ میں وہ فروخ میں ذکر تھے۔ بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے۔ اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے۔ یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے۔ جلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تئیس بڑا اشرفیاء دی تھیں۔ اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاء ان کے پڑھانے کھانے میں خرچ کر دیں۔ جب ان کے باپ ستائیس برس پیچھے لوٹ کر آئے تو بی بی نے اشرفیوں کو پوچھا انہوں نے کہا کہ سب حفاظت سے رکھی ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سناتے میں مشغول ہوئے۔ فروخ نے جو یہ تماشہ اپنی آنکھ سے دیکھا کہ میرا بیٹا

ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے۔ مارے خوشی کے پھولے نہ سائے۔ جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تم بڑا اشرفیاء زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت۔ وہ بولے اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔ جب انہوں نے کہا۔ میں نے وہ اشرفیاء اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاء ضائع نہیں کیں۔

خاندانہ - دیکھا کیسی بیبیاں نہیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تئیس ہزار اشرفیاء اپنے پیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ یہیسی تم بھی خرچ کی پروا نہ کرنا۔ جس طرح ہو اولاد کو علم دین حاصل کرنا۔

امام بخاری کی والدہ اور بہن

امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا۔ ان کی عمر چودہ سال کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کو سفر کیا۔ تو ان کی والدہ اور بہن خرچ کی ذمہ دار تھیں۔ **خاندانہ** - بھلا ماں تویسے بھی خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے ان کو کیا غرض تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں میں علم دین کا نام لیا اور یہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہو گئیں۔ یہیسی تم کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

قاضی زادہ رومی کی بہن

یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں۔ جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کر چکے تو ان کو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور چکے چکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا۔ ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زور اپنے بھائی کے سامان میں چپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔ **خاندانہ** - کیسی اچھی بیبیاں تھیں۔ نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے یہیسی علم کے قائم رکھنے کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے۔ جو دین سے مدد ہے۔ جس قدر آسانی سے مدد ملے جو ضرور نجات نکھو۔ حکمت کے زمانہ کی بیبیوں کے بعد یہ ان دس عورتوں کے فقہ بیان ہوئے جس کو علم حاصل کرنے کا شوق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴۔ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ ۲۸۔ ستمبر ۱۹۵۶ء

در اصل دولت بڑی چیز نہیں ہے

اس کا جائز طریقہ سے کمنا اور صحیح مصرف میں صرف کرنا محمود ہے

ناجائز طریقہ سے کمنا اور بے جا خرچ کرنا بڑی چیز نہیں

رازی حباب شیخ المتفہیم حضرت مولانا محمد علی صاحب جام معبد شہداء اہلہ دروازہ (لاہور)

چونکہ میرا مقصد بجز اللہ تعالیٰ کے کتاب و سنت کی اشاعت ہے۔ اس لئے بدستور سابق آج بھی مذکورہ الصدر عنوانات کو کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ مسلمان دنیا کی زندگی کو صحیح اصول پر بسر کریں اور دنیا کی چند روزہ زندگی میں آخرت کی زندگی کو برباد کر کے نہ جائیں۔

جائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی اجازت

(وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) (وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) سورہ بقرہ رکوع ۲۷۵ پارہ ۱۷

ترجمہ: اور (سود خواروں) اگر تم کو یہ کہو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی بے نظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

آیت کا حاصل

یہ ہے۔ جو سود تم پہلے لے چکے ہو۔ اس کو تمہارے اصل مال میں محسوب کریں۔ اور اس میں سے کاٹ لیں۔ تو یہ تم پر ظلم ہے اور اگر جماعت کے بعد کا باقی ماندہ سود تم مانگو تو یہ تمہارا ظلم ہے۔ لہذا تم اصلی قرض جتنی رقم لے سکتے ہو۔ تو معلوم ہوا کہ اگر صحیح طریقہ سے مال حاصل کیا جائے تو شرعاً کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک سود خوار ساہوکار کا دس لاکھ روپیہ مقرضوں کے ذمہ ہو۔ تو مشروعیت اسے دس لاکھ روپیہ وصول کرنے کی اجازت دیدی۔

وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ (وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) سورہ بقرہ رکوع ۲۷۵ پارہ ۱۷

ترجمہ: اور (سود خواروں) اگر تم کو یہ کہو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی بے نظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

یہاں تک کہ وہ کھاج کی طرح ہو جائیں۔ پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو۔ تو اس کے مال ان کے حوالے کر دو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یتیم بچے کا مال اگر کسی مسلمان کی تحویل میں تھا۔ تو جب وہ بچہ جوان ہو جائے تو اس کے باپ کا مال اس کے حوالے کر دو۔ وہ مال خواہ لاکھوں یا کروڑوں روپیہ ہو۔ تو بھی مشروعیت یتیم کی حمایت کے خود اسے دلوا رہی ہے۔ لہذا یہ چیز واضح ہوگئی کہ مشروعیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سچا مومن یا اصلی مسلمان فقط وہی ہو سکتا ہے جو محض اور تلاش ہو۔ اور جو کمائے خرچ کر دے۔ اپنے پاس ایک کوڑی بھی نہ رکھے۔

وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ (وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) سورہ بقرہ رکوع ۲۷۵ پارہ ۱۷

ترجمہ: اور (سود خواروں) اگر تم کو یہ کہو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی بے نظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آقا سے ولایت علی الخیر کر کے غلام کو مال دلوا رہا ہے۔ اگر مال واقع میں کوئی میسوب چیز ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی سفارش یوں فرمائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مال ذاتی طور پر کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔

مال کے صحیح طور پر خرچ کرنے کی اجازت

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِالدَّيْنِ فَذَلُوا خُذُوا حِفْظًا مِنَ الشَّرِّ

وَالْمَغْرُوبِ وَلِكُلِّ دِينٍ مِّنْ أَمْنٍ بِاللهِ وَ

الْآخِرِ الْمَلَكُوتِ وَالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ وَالْأَوَّلِ

وَأَقِ الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي

الْزَّكَاةِ مِمَّا أَتَمَّ الصَّلَاةَ وَأَقِ الزَّكَاةَ (۴)

الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۱۷ پارہ ۱۷

ترجمہ: یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ یہی تو یہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں اور اس کی محبت میں رشتہ داروں۔ یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو مالوں کو اور گروہوں کے چھڑانے میں مال دے۔ اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عقائد صحیحہ کے ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت میں چھ مدوں میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے صحیح مدات میں مال خرچ کرنا محمود ہے۔

(وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) (وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) سورہ بقرہ رکوع ۲۷۵ پارہ ۱۷

ترجمہ: اور (سود خواروں) اگر تم کو یہ کہو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی بے نظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ پرہیزگاروں کو بہشت میں داخل کرنے کا سبب ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے مال خرچ کریں۔ لہذا ثابت ہوا کہ محض مال دار ہونا کوئی بڑی نیکی نہیں ہے۔

(وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) (وَمَا كُنْزُكُمْ فَلَاحُكُمْ دُونَ مِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ) سورہ بقرہ رکوع ۲۷۵ پارہ ۱۷

ترجمہ: اور (سود خواروں) اگر تم کو یہ کہو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی بے نظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

لینا چاہئے۔ کہ اس عمدہ پر فائز ہونے سے پہلے تک میں ان کا کتنا رویہ تھا اور اب کتنا ہے۔

زبان خلق نقارہ الی المرت

کہ اسی مشہور مقولے کی بنا پر لاہور کی گلی گلی آبادی کے متعلق مانگے والوں کی زبان پر یہ لفظ نہیں ہیں کہ رشوت پورہ سے سواریاں لایا ہوں۔ یا رشوت پورہ سواریاں لے کر جا رہا ہوں۔ اور کیا لاہور کے دنیا داروں کے متعلق یہ فقرہ عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا کہ ”و زنا تو ایک بیش ہو گیا ہے“ یعنی زنا کرنے والے بھی بیش ایل اور کرانے والیاں بھی بیش ایل۔ میرے بھائی۔ جب کوئی قوم اتنی سخی ہو جائے۔ کہ بُرائی اور سیئہ خدائی کو بُرا ہی نہ سمجھے۔ بلکہ اسے اپنا فیشن یعنی تمدن بنالے وہ قوم دنیا میں زندہ رہنے کے قابل ہے؟ کیا لوٹ علیہ السلام کی قوم میں یہی مرض نہیں تھا۔ کہ انہوں نے بد معاشی کو فیشن بنا لیا تھا۔

رَأَوْا تَأْكُونُ فِي نَادِيكَ الْمُسْكِرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَيُّتِذَا بَدَأَ اللَّهُ ابْنَ كُنُوتٍ مِنَ الصِّدِّيقِينَ ۝ سورہ العنکبوت کوکچہ

ترجمہ۔ اور اپنی بھری مجلس میں منتظر حرکت کرتے ہو۔ سو ان کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ ہم پر اللہ کا خطاب لے لو اگر تم سچے ہو۔

ناچار طریقہ پر خرچ کرنے والے

رَأَوْا الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ أَمْرَ الْمُكَذِّبِ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ خَرِيْنًا فَسَاءَ خَرِيْنًا ۝

سورہ النساء رکوع ۱۲ پارہ ۵ ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کو دکھانے میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بہت بُرا ساتھی ہو۔

میں یہ نہیں کہتا

کہ کھڑے مسلمان کا اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان نہیں ہے۔ ہاں جس طرح ایک کافر محض لوگوں کو اپنی شان دکھانے اور لوگوں سے شاباش لینے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اسی طرح عام طور پر مسلمان بھی اس ریا کے مرض میں مبتلا ہیں۔ شادی کے موقعہ پر یا

حکام کی دعوتوں کے موقعہ پر اگر محض نام و نہ کے لئے زردہ۔ پلاؤ۔ قریرہ۔ ساگ گروٹ۔ فریبی۔ روفی نان وغیرہ کھانے باغراط پکائے جاتے ہیں۔ کہ ۸ بجے صبح سے کھانے والوں کا تانتا شروع ہوتا ہے۔ اور ۲۔ ۳ بجے تک میٹل ان کی آمد ختم ہوتی ہے۔ اور ان کھانے والوں میں بٹائی مسکین وغیرہ مستحقین تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ ہاں کچھ کھانا جس طرح بھنگی کو دیا جاتا ہے اسی طرح شاید کوئی مسکین بھیک مانگنے والا بھی لے جائے۔

ریا شرک ہے

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (ان اخوف ما اخاف علی امتی الشرائع الا صغر قائلو یا رسول اللہ وما الشرائع الا صغر قال المرءاء) ؟

ترجمہ۔ بیش مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ چھوٹے شُرک کا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ریا یعنی دکھلاوا۔

کھانے کے علاوہ

مسلمان بیٹوں کو جیڑ دیتے ہیں تو دکھلاوے کے لئے۔ اسی لئے تو بیٹی کا جیڑناؤں کے لئے پھیلنا کر دیتے ہیں۔ جنتی کے وقت پلنگ پر بستہ بچھا ہوا ہوتا ہے بلکہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ نئے قطعی شدہ برتن دو دو تین تین کر کے مزدوروں کی گھڑیوں میں رکھ کر ان کے سروں پر آٹھسے ہوتے ہیں۔ یہ سب ناشائس اس لئے بھائی ہے۔ تاکہ سب لوگ دیکھ کر لڑکی والوں کی تعریف کریں۔ کہ انہوں نے بڑا جیڑ دیا ہے۔ اور یہی شرک اصغر ہے۔

حاصل

لڑکی کی شادی کا پھل بڑا دکھلاوے کا ہی ہے۔ لڑکی کی شادی کا گھر بھی ٹوٹ کر لے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہو گئے حضورؐ کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو گیا۔ گویا دنیا کا خسارہ بھی کرنا ہوا اور عاقبت بھی لڑکی والوں کی برباد ہوگی۔ پگل اس کو شادی کہتے ہیں اور خدا پرست اسے بربادی کہتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا الْآلَاءُ وَاللَّهُ يَخْلُصُ مَنِ شَاءَ نَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

احادیث کی شہادت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُكْرَمُ فِيهِ إِلَّا مَكَانٌ يُقْرَبُ فِيهِ الْفَقِيرُ أَحَدُ هُمَا اللَّهُمَّ كُفْ مَنَافِقًا خَلَفًا وَكَيُفُولُ الْإِخْوَانِ اللَّهُمَّ أَغْطِ خُبْرَكَ تَلْمِذًا مَنَّتَ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہندوں پر کسی دن کی کوئی صبح نہیں ہوتی۔ مگر دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے۔ اے اللہ (تیری راہ میں) خرچ کرنے والے کو اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ (تیری راہ میں) خرچ نہ کرنے والے کا مال برباد کر۔

حاصل

یہ کہ مالداروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ اگر مشرعاں جمع کرنا ہی ممنوع ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچہ کرنے کی ترغیب کس طرح دی جاتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْفِقُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ خَلِيفَتُ مَنَّتَ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے آدم کے بیٹے (برہم راہ میں) خرچ کر۔ میں تم پر خرچہ کروں گا۔ (یعنی خرچہ کئے ہوئے مال کا بدلہ دوں گا)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ سے قریب ہے۔ بہشت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ دور سے دور ہے۔ اور بخشنے والا اللہ سے دور ہے۔ بہشت سے دور ہے۔

مجلس

منصفه ۲۳ جمادی الاولی ۱۲۶۹ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء

۲۶ ج ذکر کے بعد خدیوین و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

ایمان کامل کی علامت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده وسلم على عباده الطيبين
 اصطفاهُ انا بعد۔ عرض ہے کہ ذکرِ بر
 کا قصد ہے کہ تمام خیالات ایک جگہ
 بند ہو جائیں۔ ذکرِ زیادہ بلند کماز سے
 کرتا چاہیے۔ قدر بہت اچھوتہ۔ یعنی فواد
 کو جانتے ہیں جن کو اس بات کا علم نہیں
 ہوتا۔ اس لئے قدر بہت زیادہ بلند کماز
 سے ذکر کرنے لگتے ہیں۔ تربیت یافتہ صحابہ
 کا فرض ہے کہ ان کو روک دیا کریں۔
 اگر کہتے ہیں کہ میں ان سے کہہ دیں
 کہ اتنا زور نہ لگائیں۔ ایک دفعہ صاحبِ کرام
 بلند کماز سے ذکر کر رہے تھے کہ حضرت
 علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی برس
 کو تو نہیں سارا۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ
مجلس ان اسباب کے لئے ہے۔ جن کی
اصلاح باطن کی خدمت میرے دلوں میں
کی دعا کی بکثرت سے اللہ تعالیٰ نے
اس گنگوکار کے ذمہ جلال دی ہے۔ جیسے
کوئی ماں اپنے بچوں کی ہمدردی کرتی
ہے۔ گنگوکار ہونے کے باوجود مجھے یہ نسبت
سراجام دینی ہی بڑی ہے۔ جبکہ میرے
دلوں عربی زندہ رہنے ۷ میں بن کویت
ہوتی تھی ان کے پاس بیچ دیا کرتا تھا
سرج کے مقابلہ میں ایک ٹمٹائے چلانے کی
کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ میں جو کچھ عرض
کیا۔ کرتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ
میں پاکدامن ہوں اور کپ گنگوکار ہیں۔ مگر
ہے کہ میں آپ سب سے زیادہ گنگوکار ہوں
دعا کریں کہ میرے نزدیک کی دعا کی بکثرت
اللہ تعالیٰ نے یہ جو نعمت عطا فرمائی ہے۔
اس کو قائم رکھے اور وہ میری منفرد خصلت ہے۔
آمین۔ میں اپنے آپ کو ایسے شخص سے

یہی ایسا نہیں سمجھتا جو بطور شریعت کا خلاف ہے میں جو کہ عرض کیا کرتا ہوں وہ اپنی ذمہ داری کو محض کرتے ہوئے عرض کیا کرتا ہوں۔ اگر آپ کی اصلاح باطن نہ گئی تو آپ کے اعمال صالحہ کی برکت سے میری بچہ نہ پڑ جائے گی۔ منبر پر اور دس پر ہمیری کہہ او۔ حیثیت ہوتی ہے۔ وہاں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو پیش نظر رکھ کر عرض کیا کرتا ہوں۔ یہاں ہمیری حیثیت کہہ اور ہے۔ یہاں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ انی اسباب کی شہادت کے لئے ہوتا ہے۔ بن کا اس کھنگار سے ہیبت کا نفع ہے۔ یہ جس انہیں اسباب کے لئے متعلق ہے جاتی ہے۔ دوسرے اسباب بھی ہاں ہیں۔ ہم کسی کو دوسرے نہیں۔ اللہ کا نام ہی لیتے ہیں۔ جس کا دل چاہے شریک ہو جائے۔

یہ ترمیمہ اسی مکتی - آج میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے متعلق
کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں -

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَؤُلَاءِ
تَبَعًا لِمَا جَاءَتْ بِهِ (رواه في شرح السنه)

تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی
فرض اس وقت تک (پڑھا) مومن
نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اسکی خواہش
اس چیز کے تابع نہ ہو جائے۔ جس
کو میں دھڑا کی طرف سے لایا ہوں
بعین شرائط حدیث اس ارشاد خدائی کے
ماقت ایسا مطلق فی نفی کہے نہیں اور مفسر

ایمان کامل کی ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
 فَحُبِّبْكُمْ لِحُبِّ اللّٰهِ (سورہ آل عمران رکوع ۴ ص ۲۳)
 ترجمہ :- (اے ایمان والے) تم اللہ سے محبت رکھو
 تو میں تم کو اللہ کی محبت سے محبت کرنے کی تعلیم
 دے دوں گا۔

حضرت کے ارشاد میں بھی اور اس آیت میں بھی اتباع کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے تبنا اور اتباع ایک ہی چیز ہے۔

انتباہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ایک انتباہ بلیطِ خاطر اور خوشی سے ہوتا ہے۔ اس انتباہ کی وجہ سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے جو شریعت میں آئے اس کے خلاف دل میں خیال بھی نہ آنے پائے یہ نعمت سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ ایک دفع حضرت عقیق اکبرؓ اور حضرت عوفؓ میں کچھ کڑوا کھائی ہو گئی تو حضرت نے حضرت عوفؓ کو فرمایا کہ جب تو کسی سے کچھ کھا کر یا پینے کی بات کرے تو اس نے میری نصیبی کی تو اس کو بھی مینیں چھوڑ دے۔ صدیق اکبرؓ کو حضرت عوفؓ کے کسی ارشاد پر کبھی شک ہی نہیں اسی لئے تو وہ صدیق ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت کو جہانی مصلحت نصیب ہوا ہے آپ اس جہدِ اطہر میں عرشِ معلیٰ تک ترقی فرمائے گئے۔ معج کو جب آپ نے فائدہ مصلحت کا ذکر فرمایا تو ایک کافر نے صدیق اکبرؓ کو کہا کہ آج تمہارے بارے میں فائدہ نصیب صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر حضرت نے فرمایا ہے تو باطل شکیں فرمایا۔ اگر اس نے فرمایا ہے تو راسخ کافر ہے۔ قریش میں بڑے بڑے آدمی مبرہود تھے۔ سب سے فاضل مصلحت کے متفق شک و شبہ کا اظہار کیا۔ اسی لئے تو انہوں نے قریش کے قاضوں اور بیت المقدس کے مفتی آپ سے رسالت پانچنے شروع کر دیے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کو کبھی شک ہی نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف کے مفتی جب کفار نے مجھ سے رسالت کی تو میں بڑھ کر تھا کہ ان کو کیا جواب دلاؤں اللہ تعالیٰ نے علامت کو میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں دیکھ کر ان کے رسالت پانچ جواب دیتا تھا۔ مصلحت کا فائدہ اظہار کرتا بھیجہ دی جا تا ہے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کو کبھی شک نہیں ہوا۔ سب سے فاضل مصلحت صدیق اکبرؓ کو نصیب ہوا اللہ تعالیٰ

اسلام کی سیرطی

(از جناب چودھری قتال الدین صاحب مکتبہ اسلامیہ لاہور)

خجی کا فضلی علی رسولہ الکریم۔ (امام احمد)
مجلد اول اسلام۔ میں نے آج آپ کی
غیرت میں اسلام کے متفق کچھ عرض کرنا ہے
وہ یہ کہ اسلام کو آپ مثال کے طور پر
ایک مکان تصور فرمائیں اور آپ کے دل
میں اگر یہ خیال پیدا ہو جائے کہ ہم نے
مکان کے اوپر چڑھنا ہے تو فوراً آپ کے
دل میں سیرطی کا خیال آئے گا۔ کیونکہ وہی
سیرطی کے بغیر مکان پر چڑھ ہی نہیں سکتا
اسی طرح آدمی اسلام کی دولت کو حاصل نہیں
کر سکتا۔ تاہم تنقید آدمی اسلام کے بنیادی اصول
کو نہ پٹنا لے۔

آپ کو معلوم ہے کہ سیرطی کے
پائے دان ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسلام
کے بھی پائے دان ہوتے ہیں۔ اور بنیادی
سیرطیوں کے پائے دان یکساں نہیں ہوتے
کسی کے دس کسی کے پندرہ پائے دان
ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام کی سیرطی کے
پائے دان یکساں ہیں اور تعداد میں پانچ
ہیں۔ عرب ہو یا عجم۔ چین ہو یا جاپان۔ ایران
یا توران۔ پاکستان ہو یا افغانستان۔ آپ جہاں
پر بھی تشریف لے جائیں گے۔ آپ کو اسلام
کی سیرطی کے پائے دان پانچ ہی ملیں گے۔
اور ہر قوم ہر فرقے کا ان پر اتفاق ہے
بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

ایک پنجابی عارف نے کہا ہے۔

فیتر فقیر فی دورے جتنی لمبی گھوڑ ہے
پڑھ جائیں لو کہیں پیر میں گروا میں تو کچا چور ہے
اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انسان اسلام
کے پختہ مکان پر چڑھ جائے جو کبھی خانقاہ
والا نہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی لاواول لغتوں
سے سرفراز فرماتا ہے اور دین و دنیا میں
کامیاب فرما دیتا ہے۔ دین اور دنیا میں
کامیاب ہونے کی بڑا جنت ہے اور جو
آدمی بظول عادت کہہ کر چلنا پھر ہو گیا۔ اس
کو دنیا بھی خراب و خست ہو گئی اور آخرت
کو عذاب الیم سے دوچار ہونا پڑے گا۔
جس سے کبھی نجات ہی نہیں ملے گی۔ اللہ
تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس عذاب سے
بچائے۔ آمین۔

اب میں اسلام کی سیرطی کے پائے دان
کے نام پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ

وہ صرف ناکاح کی وجہ سے عورت کے کسی
غیر آدمی کے ساتھ تلقین رکھنے کو گوارا نہیں
کر سکتا۔ لیکن وہ احسن الماقلین اور تیر الماقلین
ہو انسان کو خلقت سے لے کر موت تک کھلے
پینے اور پینے کو دیتا ہے اور ہر وقت
انسان کی محافظت کرتا ہے۔ وہ بھلا غیر
کی پوجا کو کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔
اور قافلہ الہی کی خلاف ورزی کرنے والے
کو کیونکر معاف کرے گا۔ کیونکہ وہ تو غیر
ہے۔ عبادت خواہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو۔
خواہ مسجد کی مہوت میں خواہ وظائف کی
صحت میں خواہ خیرات کی صورت میں، مقصد
یہ ہے کہ جس کی قربانیاں اللہ مقصود ہو۔
وہ عبادت ہوتی ہے اور وہ کسی غیر کے
لئے کسی صورت میں بھی
جائزہ نہیں۔ جب یہ بات سمجھ میں آجائی
تو اس اسلام کی سیرطی کے پیلے پائے دان
پر مضبوطی سے پاؤں رکھا گیا اور پھر یہ
کسی طرح دوگلا نہیں سکتا۔

لیکن عمل اس کے برعکس کیا جا رہا
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مشرک جیسی
لعنت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یا اللہ العالین۔

(۲) اسلام کی سیرطی کا دوسرا پائے دان
نماز ہے جب انسان نے اس سے اللہ تعالیٰ کو
معبود حقیقی تسلیم کیا تو اس کے لئے اپنے
معبود کی پرستش یا عبادت کا کوئی طریقہ
مقرر ہونا لازمی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول کے ذریعہ سے ہمیں اپنی
پرستش کا طریقہ بتایا۔ جسے ہم نماز کہتے ہیں
نماز پڑھنے کا نمونہ اور طریقہ ہمیں ہمارے
محمد مصطفیٰ احمد مجتہد صلی اللہ علیہ وسلم
نے خود عمل بتایا اس لئے ہمارے لئے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اتباع
لازمی ہے۔ یعنی جو حکم حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے دیا اس پر عمل پیرا ہونا ہمارا
فرض ہے۔ اگر کوئی شخص حضور کے دینے
ہوئے نمونہ کے خلاف عبادت کرے گا۔
تو وہ عبادت درگاہ ایزدی میں مقبول نہیں
ہوگی۔ قابل قبول وہی نماز ہو سکتی ہے جو
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے خود پڑھی اور اپنی امت کو پڑھنے کا
حکم دیا۔ حضور کی مخالفت کرنے والوں کو
قیامت کے دن پتہ چلے گا۔ اس لئے ہمیں
تقریباً جانے سے پہلے ہی نبی کی قدر کو
جاننا چاہیے اور آپ کے احکام پر ہمیں
عمل کرنا چاہیے جیسے حضور نے خود کیا۔

اول نمونہ توحید دوم پنجگانہ نماز سوم سال
میں رمضان شریف کے روزے چارم سال
کے بعد اپنے حج شرف مال پر نذو۔ پنجم
عمر پھر میں ایک دفعہ بیت اللہ شریف کی
زیارت یعنی حج، ان پانچ پائے دانوں کو
صدق دل سے عبور کرنے والا انسان اسلام
کے مکان پر چڑھ سکتا ہے۔ یعنی مکمل
مسلمان ہو سکتا ہے اگر ان میں سے ایک
کو بھی باوجود استطاعت کے چھوڑ دیا تو
مکمل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ
ہر ایک مسلمان کو ان پر عمل پیرا ہونے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالین
اب میں قرآن کی نظر میں ان پائے دانوں
کا ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (۱) کلمہ توحید
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (ترجمہ) اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ مطلب یہ ہوا
کہ جب انسان یہ اقرار کر لیتا ہے کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس سے تمام
قسم کی عبادتیں خواہ وہ کسی قسم کی عبادت
کیوں نہ ہو صرف اللہ ہی کے لئے کرنی
واجب ہو جاتی ہے۔ لہذا لفظ سوائے
خدا کے سب کی نفی کر دیتا ہے۔ خواہ وہ
پیر ہو یا مرشد۔ غوث ہو یا قطب ہو یا غیر
ہو یا رسول ہو کسی کے لئے بھی عبادت
نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی انسان اس کے
خلاف کرے گا تو وہ مشرک ہوگا اور مشرک
کی سزا آپ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ
ہر قسم کا گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ چاہے گا
تو جنت دے گا لیکن مشرک بننے کا
کیونکہ اس میں غیرت کا سوال پیدا ہو جاتا
ہے۔ مثال کے طور پر سمجھ لیجئے کہ ایک
آدمی کے حق میں ایک غیر عورت صرف ایک
قبول کرنے سے آجاتی ہے اور وہ آدمی
عورت کا خاوند بن جاتا ہے۔ اگر خدا خواستہ
وہ عورت کسی غیر مرد کے ساتھ کوئی تلقین
یا واسطہ پیدا کر لے تو کیا اس کا خاوند
اس سے خوش ہوگا اور عورت کو اس کا فضل
صاف کر دے گا۔ یا اسے ایسا کرنے کی
اجازت دے گا۔ کوئی فیور انسان ایسا پڑ
نہیں کر سکتا۔ حالانکہ وہ نہ اس کا خاوند ہے
نہ مالک اور نہ ہی اس کا وہ رازن ہے لیکن

محسنہ کائنات

(گذشتہ سے پہلے)

از جناب ماسٹر لال الدین صاحب اشک خافقاہ ذولریں (پتھوڑ)

(۱۰)

اللہ - دینائے دل کی سحرگاہیں - لعلِ
فطرت کی رہنمائی میں حضرت انسان ملائکہ عظام
کا بھی منتہا بن سکتا ہے - مگر حرص و ہوا
کی پیروی میں اسفل السافلین کی ذلتوں میں گرتا
ہو کر رہ جاتا ہے - حقوق اللہ کی ادائیگی کے
لئے کوئی وقت نہیں نکالتا - کیونکہ دنیاوی
پرولگرام اس قدر طویل مرتب کرتا ہے کہ
چوبیس گھنٹوں میں ہندو ساتویں بھی یاد آتی
کے لئے وقت کرنا از بسکہ مشکل نظر آتا
ہے - اور ادھر حقوق العباد کے معاملے میں
اس قدر ناخوش ہوتا جاتا ہے کہ سوائے
اپنا پیٹ بھرنے کے اور کچھ سوچتا ہی
نہیں - دنیا سے چند روزہ کی قرب کاریاں
اس علوم اجملا کو آن رابوں پر لے جاتی
ہیں - کہ آن رابوں پر چلنے والا فطرت
کی مشن سے محروم کر دیا جاتا ہے - کراہی
خڑملا (اور اس کا کام حد سے بڑھ چکا
ہے) تیز حق و باطل چھین جاتی ہے -
حسن و خصم اور نیک و بد کا فرق ذہن
سے نکل جاتا ہے - اور آخر کار یہ خلافت
ارضی کا ولیعہد شیطان ابلیس کے ماتحتوں
میں کھیلنا کھیلنا جہنم کی راہ لیتا ہے -
فطرت کی پکار سنتی کہ بچہ جوان ہو کر
والدین کی خدمت کو دواؤں دار سر انجام دیتا
رہے - ان کے حکم کو سہرا کھوں پر جگہ
دے - بڑھا جائے میں ان کی دہوئی کے
لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے - ان
کے اخلاص کا جائزہ لے - اور ساری دنیا
کے صدق و خلوص کو ایک پڑے میں اور
محسنہ کائنات - والدہ ماجدہ کے خلوص
کو دوسرے پڑے میں رکھ کر دیکھئے -
ماں باپ کی قربانیاں ان کی جانفشانیوں
صائب - خصائصہ دعائیں - بیقراریاں - ملاقات
کی توشا اور جدائی کے جانگاہ محلات پر غور و
کرنے خدمات کی صحت میں ان کا کچھ کچھ
عوض پیش کرتا رہے - مگر ہم نے دیکھا ہے
اور تقریباً سرگھر کے نوجوانوں کی زندگی کا
مطالعہ کر کے دیکھا ہے کہ یہ سعادت فقط
ان کی قسمت میں ہے - جو لوگ ہیں قسمت والے

بیتوں کو زلزلے تباہ کر ڈالیں - والدین
کے عاق لوگوں کے گھر جہنم کے طہقوت
میں تبدیل نہ ہو جائیں - بادل اٹکائے نہ برس
زہین کے قہر بیوی کے پچاریوں اور ماں
کے نافرمانوں کو ہڑپ نہر جائیں - مگر دیکھنا
ہوں کہ یہ صورت وقوع پذیر نہیں ہوتی
حیران ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے -
اب سید الش و ماں - رحمت جہانیاں
پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی مبارک زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ
طاقت کی بستی اور میدان احد میں اپنے
خونچکاں بوں اور شکست دانوں سے
ایذا رساؤں کے حق میں فرار سے تھے -
سرب اھدی قحی کا تھکھار لے لے لے لے
یہ وہ دعا تھی کہ انسان تو انسان
تقتوا قدر کو بھی انگشت بدندان اور
سرکوبگار نہ کر دیتی تھی - غضب کے
بھوت اور انتقام کے عفرت نامہ السائل
کے داغ پر سوار تھے - عرب کے کل پیش
پیٹھہ کی مبارک زندگی عفو عام کا ایک
مرقع لے نظر تھی - پتھر برسائے وانوں
کے حق میں دعائیں ہو رہی تھیں - راستے
میں کانٹے بکھیرنے وانوں کی خدمت کے
لئے بموت نشان کندے جھکائے جاتے
تھے - خون کے پیاسوں کی اماںیں بڑی
حفاظت سے واپس کی جا رہی تھیں - یہ
اور اس طرح کی ہزاروں پیٹھہ نامہ فیاضیاں
اللہ تعالیٰ کے غضب اور جرموں کے مہیاں
میں پردہ میں چھا جاتی تھیں - ورنہ دشمنان
مصطفیٰ کو دنیا میں ایک سانس بھی لینے کی
حمت نہ ملتی - لہذا اس لطف و کرم اور
عفو عام کا کوئی خفیت سے خفیت حصہ
محسنہ کائنات کے محبت بھرے سینے میں بھی
کار فرما ہے -
میں پروردگار عالم کی قسم کھا کر شہادت
دیتا ہوں کہ نافرمان اولاد کے ستائے
ہوئے والدین کو بھی کثر و بیشتر دیکھا گیا
کہ وہ اولاد کی نفع رسانی کے دل سے خواہاں
رہتے ہیں - ان کے مای اور جانی نقصان
پر غمگین ہوتے ہیں - وہ ہمیشہ جس کے
دودھ کا ایک گھونٹ بھی ان کے لئے
بغضوئی ہو کر حرام ہے - اگر بیمار بڑ جائے
تو ماں دواؤں دار اس کی شفا کے لئے جمائیں
مانگی پھرتی ہے - وہ بوٹے جو بڑی اماں
کے منہ پر تھوکتا بھی پسند نہیں کرتے - ان
کو اگر کوئی گزند پہنچے - تو سحری کے وقت
اٹھ کر ان کی صحت کے لئے سرسجد ہو کر

اور آئسو ہمارا ہر دُعائیں کی جاتی ہیں۔
یاں۔ یاں، یہی وہ فطری جذبہ محبت ہے
جو اولاد کی نافرمانی کے باوجود بھی قلب والدہ
سے نہیں بھٹتا۔

قارئین کرام۔ شاید بعض معروضات کو
مبالغہ سے تعبیر فرماتے ہوں۔ کیونکہ میرا
یقین ہے کہ جہاں تک والدہ کے عشق و
محبت کا تعلق ہے۔ سنگدل سے سنگ دل
انسان بھی اس حقیقت کا محض ہے۔

کہ والدہ کا دل اتقامی احساسات سے
نا آشنا ہے۔ والدہ کے ہاتھ اپنے بچوں
کے خون سے آج تک رنگین نہیں ہوتے
والدہ کی وقتی کاہلیاں بعد عاؤں سے بدلتی
ہوتی دیکھی گئی ہیں۔ مگر باپ مرد ہونے
کی حیثیت سے رحم و شفقت کے جذبات

سے اتنا مغلوب نہیں ہوتا۔ یعنی کہ والدہ
مغلوب ہوتی ہے۔ باپ اپنے وفادار قائم
رکھنے کے لئے کبھی کبھی اولاد کے نقصان
کی بھی پروا نہیں کرتا۔ یہ خیال بڑی حد
تک صحیح ہے کہ ماں اور باپ کے جذبات
محبت میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ بالفرض
ماں اگر جیتنے فردوس ہے۔ تو باپ اُس کے

مقابلے میں اعزاز ہے۔ مگر باپ اپنے باپ
کی محبت کی شہادت میں قرآن حکیم صبی
ناطق و صادق کتاب سے ملتی ہے۔ اؤ ذرا
عام گفتگو کو بند کر کے سورۃ یوسف پر نظر
ڈالیں۔ سیدنا یوسفؑ جو حسن کے مجسمے تھے

یعقوب علیہ السلام کے بیٹے کی ٹھنڈک اور
آنکھوں کا نور تھے۔ جب یہ اپنا خواب اپنے
والد محترم سے بیان فرماتے ہیں تو سیدنا
یعقوب علیہ السلام کس شفقت سے مگر
فکر مند نہ پیش بندی کے طور پر فرماتے ہیں

قَالَ يٰٓبُنَيَّ لَا تُفَصِّحْ فِى ذٰلِكَ عَلَى الْوٰلِدَيْنِ فَكَيْفَ دَا
لَكَ ذٰلِكَ اِنَّ اِلٰهَ الشَّيْطٰنِ لَوٰدِيٌّ اَعَدُّوْا لَهُمْ عَذٰبًا

ترجمہ۔ فرمایا اسیرے ہمارا پیر ہمارا
خواب اپنے سوتیلے بھائیوں کے سامنے
بیان نہ کرنا۔ یہ خواب اُس کو وہ تیرے
لئے کوئی ذریعہ بنائیں گے تحقیق شیطان
انسان کا اعلیٰ دشمن ہے

اب دوسرے مقام پر یہ باپ ہی ہے
جو اپنے بیٹوں کے اس مطالبے کو سن کر
کہ ہمارے یوسف علیہ السلام کو ہمارے
ساتھ شہر کے لئے بھیج دو۔ نہایت محبت بھرے
الفاظ میں پردار شکوک بلکہ پیغمبران اشارات
فرما رہا ہے۔ قَالَ اِنِّىْ لَخَشِیْتُ اَنْ اَنْتَ هٰهٰوَا
یٰٓہُمَّ وَ اَحَاثَ اَنْیَ یَا عٰلَمَہُ الَّذِیْ تَبَرَّکَ وَاَنْتُمْ عٰہِدُ
عٰہِدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ فرمایا مجھے اس
مصور سے۔ ی۔ م ہوتا ہے کہ تم
یوسف علیہ السلام کو چھوڑ کر شکار
کے تعاقب میں بھاگ جاؤ۔ اور
اُس کو تنہا پاک کوئی بھیڑ لکھا
جائے۔ اور تم کو اُس وقت اس
واقعہ کی خبر تک بھی نہ ہو

اور پھر وہ ماں کی زبان نہیں۔ باپ
ہی کی زبان ہے جو تم بھرے دل کی ترجمانی
کر رہی ہے جب سوتیلے بھائیوں نے
یوسف علیہ السلام کے کرتے پر چھوڑنا توں
لگا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے
پیش کیا افسوس پھر فرمایا یہ قصور

جہمیں یہ دراصل تقدیر الہی پر پیغمبران توکل
اور صبر کا اظہار تھا۔ جس میں یوسفؑ
کی باریابی کی دُعا بھی کنایہ شامل تھی۔
یہ محبوب ترین بیٹے کی جدائی میں نالہ فرق
تھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ سے صل یوسفؑ
کے حزن طلب کا پہلو بھی لکھا ہے۔ کیونکہ

صبر کے ساتھ ہی ارشاد ہے۔ وَاللّٰہُ اَلْمُشْتَکٰہُ
عَلٰی مَا یُفْعَلُوْنَ ۝ ایں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا
ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو

اور پھر اس احسن القمص میں چند
گھڑیوں یا مہینوں کی نہیں بلکہ برسوں کی
جاننا خاموشی کے بعد (جس عرصے میں
حضرت یعقوب علیہ السلام کا دامن اپنے
عزیز بیٹے کی فرقت میں ہمیشہ آنسوؤں سے

تر ہی رہا) ایک اور واقعہ پردار محبت کا
ہمارے سامنے آتا ہے۔ کنعان میں قحط
پڑ گیا۔ غلہ اس قدر گراں ہو گیا کہ غریب
بھوکوں مرنے لگے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
کے بیٹے تلاش رزق میں مصر پہنچے۔ مختصر
یہ کہ غلہ لائے۔ مصر کے وزیر مالیات رجب

علیہ السلام نے اُن کو فرمایا۔ قَالَ اَسْئَلُ
یٰٓہٰجَ لَکُمْ رَہْنَ اَیْسَکُمْ ۝ (فرمایا اے آئسو میرے
پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف
سے) اور ساتھ ہی یہ بھی شرط لگا دی۔

فَاَنْیَ لَکُمْ تَاخُّرٌ یَّہْ فَلَکَ کَیْلٌ لَّکُمْ عِندَیْ
وَلَوْ تَفْخَرُوْنَ ۝ پھر اگر تم اُس کو میرے
پاس نہ لائے تو تمہارے لئے میرے پاس کوئی
بھرتی نہیں۔ بلکہ تم میرے پاس تک بھی نہ آنا

لہذا جب اسرار یعقوب علیہ السلام نے
دائیں کر اپنے باپ سے بنیائیں کے ساتھ
بھیجے کے لئے گزارش کی تو اُس منحورہ
اور فرقت زدہ صنوبر و صوفیہ پیغمبر خدا کا
جواب تھا۔ قَالَ هٰنَ اَمْتُکُمْ عَلَیْہِ رَہْ کُنَا
اَوْ شَکَرْتُ عَلٰی اٰخِرِہٖ مِنْ جَبَلٍ ۝ (فرمایا کیا میں

استیبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا اعتبار
کیا تھا اُس کے بھائی پر اس سے پہلے۔
اور پھر اس کے بعد اُن سے عطیہ بیان
کیا۔ کہ وہ بنیائیں کو واپس لائیں۔ یہ
بھی واپس نہ آئیں۔ لَئِنْ اَشْهَدُکُمْ بِہِ رَہْ
اَنْیَ یَحْطٰہُ بِکُمْ ۝ (اے البتہ تم پہنچاؤ گے اس کو
میرے پاس مگر یہ کہ گھرے جاؤ تم سب) اب

اس کے ساتھ ایک اور مقام آ گیا ہے۔
جہاں باپ کی محبت اپنے پورے جذبات
کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ حضرت یعقوب
علیہ السلام بنیائیں اور اُس کے بھائیوں کو
مصر لے لائے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اپنی

کردوسری بنیائی سے اپنے بیٹوں کے چہرے
چروں پر اور مضبوط قد و قامت پر نظر ڈال کر
فرماتے ہیں۔ وَقَالَ یٰٓبُنَیَّ لَا تَدْعُ لِحٰثَتِکَ
وَبٰلَکَ وَ اٰجِدِکَ وَ اَحْزٰکَ اِنْ اٰکُوْبَ اَمْتَفَرِّکَ
وَمَا اَخِیْ عِنْدَکَ عِندَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ۝ اِنْ
اَلْحَکْمَ اَللّٰہُ یُعْطِ عٰلَہٗ وَ کَرٰہَہٗ ۝ وَ عَلَیْہِ
فَایُکُوْلُ الْمَمْلُوْکُوْنَ ۝

اور فرمایا اے میرے بیٹا مصر میں ایک
ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔ بلکہ
مختلف دروازوں سے اندر جانا۔
اور میں نہیں بچا سکتا کہ اللہ کی
بات سے۔ حکم کسی کا نہیں سوائے
اللہ تعالیٰ کے اس پر مجھ کو بھروسہ

ہے۔ اور اسی پر بھروسہ چاہئے۔

بھروسہ کرنے والوں کو
اس جگہ باپ کا خیال ہے کہ کہیں
میرے ان حسین و جمیل پیغمبران زادوں کو
نظر نہ لگ جائے۔ مگر ساتھ ہی اُن کو
توجہ باری تعالیٰ کی تعبیر بھی دینے جا رہے ہیں۔

قارئین کرام کو یاد ہے کہ بنیائیں کے سوا
یہ وہ بیٹے ہیں جنہوں نے اپنے باپ
اور خدا کے حکم و صابر پیغمبر سے ہمیشہ
دُرب ہی کیا۔ جھوٹے نقشے بنانا کر بیان
کئے۔ اور جب ابتدا میں یعقوب علیہ السلام

کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت
کرتے ہوئے دیکھتے تو کہنے لگتے۔ اِنَّ
اٰیًا لّٰقَدْ عَلٰی صٰلِحِیْنَ (تحقیق ہمارا باپ
صریح خطاب ہے) اور پھر۔ خیر پر راز
عشق و محبت کی انوکھی زندہ شاہد ہے

کہ بیٹے ہمیشہ بُرائی کرتے ہیں مگر باپ
کی شفقت کا تقاضا یہ ہو کہ اُن بچوں کو
وہی تکلیف کا بھی سامنا نہ کرنا پڑے۔
اس مبارک داستان کے اختتام پر
ایک اور چیز اسی صحن میں نہایت قابل ذکر
ہے۔ جس سے بیٹوں کی کج روی اور باپ

صدقات و زکوٰۃ کی حقیقت

(از جناب ایم عبد الرحمن صاحب (دھیمائی) پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)
(گزشتہ سے بیسوستہ)

انفاق مال فی سبیل اللہ

﴿لَا يَجِدُ الْمَالِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا يَصْفُوا صِفًا ذُرِّيًّا﴾
﴿وَمَنْ مِّنْهُمْ أَنِ يَأْتِي زَوْجًا يَبْتَغِي غَيْرَ وَلَا يَحِلُّ لَهُ﴾
﴿وَلَا شَفَاعَةُ لَهُمْ وَأَنَّهُمْ فِي عَذَابٍ مُّضِيِّ﴾

سورہ البقرہ رکوع ۳۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ خرچ کرو۔

اُس میں سے جو ہم نے تم کو روزی

دی۔ اُس میں سے اُن کے آئے سے پہلے کہ

جس میں نہ خیر و درخت ہے اور نہ آشنائی

اور غرض اور جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔

(تفسیر) سورہ بقرہ میں عبادات اور معاملات

کے متعلق اکثر احکام بیان فرمائے۔ جن میں

کی تعمیل نفس کو ناکار اور بھاری ہے اور

تمام اعمال میں زیادہ و شدار انسان کو جان

اور مال کا خرچ کرنا ہوتا ہے اور اکثر احکام الہی

یا تو جان کے متعلق ہیں یا مال کے۔ ان دونوں

چیزوں کی محبت گناہوں کی جڑ ہے۔ اس آیت

میں مال کے خرچ کرنے کی تاکید منظور ہے۔

خلاصہ معانی یہ ہوا کہ عمل کا وقت ابھی

باقی ہے آخرت میں تو نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی

آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے

چیز سکتا ہے جب تک مال پڑے والا نہ ہو

لکارا ہے تو اپنے اوپر آپ ظلم کیا۔ جن

کی شائستگی سے ایسے ہو گئے کہ آخرت

میں نہ کسی کی دوستی سے اُن کو نفع

ہو سکے۔ اور نہ سفارش سے۔ کافر ظلم کرنے

میں۔ مال کہ اپنے مقام پر خرچ نہیں

کرتے۔ مسلمانو! تم اُن کی طرح مت ہو۔

(۲) ﴿وَأَنفِقُوا مِمَّنْ مَّا ذَرَفْتُمْ مِمَّنْ قَبْلِ أَنِ﴾
﴿يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ يَفْعَلُ رِبًّا ذَلًّا﴾
﴿وَأَنِ يَكُنِ خَيْرٌ مِّنْ فَاسِدَةٍ وَأَن يَكُنِ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾

سورہ الممتحنون رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دھرم

اُس سے پہلے کہ آپچے تم میں سے

کسی کو موت۔ تب کہ اے رب

کیوں نہ ذہیل دے تو میری بھج کو ایک

نحوی سی مدت۔ کہ میں خیرات کرتا

اور ہو جانا نیک لوگوں میں۔

(تفسیر) اس آیت میں منافقوں کے قول

کا جواب ہوا۔ جو کہتے تھے کہ تم خرچ کرو۔

اُن لوگوں پر جو رسول اللہ کے یہاں رہتے ہیں۔

خرچ کرنے میں خود ہمارا بھلا ہے۔

جو کچھ صدقہ خیرات کرنا ہے جلدی کرو۔

ورنہ موت سر پر آ پچھے گی تو پچھتاؤ گے

کہ ہم نے کیوں خدا کے راستہ میں خرچ

نہ کیا۔ اُس وقت بخیل تمنا کرے گا چند

روز اور میری موت کو ملتوی کر دیجئے۔

کہ میں خوب صدقہ خیرات کر کے اور نیک

بن کر حاضر ہوتا۔ لیکن وہاں التوا کیسا ؟

جس شخص کی جس قدر عمر لکھ دی اور جو

میعاد مقرر کر دی ہے اس کے پورا ہو جانے

پر ایک لمحہ کی ذہیل اور تاخیر نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے رزق کی نسبت اپنی

ذات مقدس کی طرف فرمائی۔ اس سے مقصود

زیادہ رغبت دلانا ہے۔ درحقیقت رزق اور

مال تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

(۳) ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾
﴿وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْاَشْجَارِ﴾
﴿وَمَا يَشْعُرُ﴾
﴿مِنْهُم مِّنْ اَشْفٍ مِّنْ قَبْلِ الْفَنَاءِ﴾
﴿وَمَا يَشْعُرُ﴾
﴿مِنْهُم مِّنْ اَشْفٍ مِّنْ قَبْلِ الْفَنَاءِ﴾
﴿وَمَا يَشْعُرُ﴾
﴿مِنْهُم مِّنْ اَشْفٍ مِّنْ قَبْلِ الْفَنَاءِ﴾

ترجمہ۔ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز

خرچ کریں کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم

خرچ کرو مال۔ سوا مال۔

لے اور قربت والوں اور شیعوں

کے اور محتاجوں کے اور مسافروں

کے۔ اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی

سودہ ہے شک اللہ کو خوب معلوم ہے

(تفسیر) مفسمون سابق یہ تھا کفر و نفاق کو

چھوڑو اور اسلام میں بدی طرح ذہل ہو۔

علم الہی کے مقابل کسی کی مرت سزا۔ اللہ

کی خوشی میں جان و مال خرچ کرو۔ اور

ہر طرح کی شدت اور تکلیف پر عمل کرو۔

بعض اصحاب جو مالدار تھے۔ انہوں نے

آپ سے دریافت کیا کہ مال میں کیا خرچ

کریں۔ اور کس پر خرچ کریں اس پر یہ

علم ہوا کہ تقبل خواہ کثیر جو کچھ خدا کے لئے

خرچ کرو وہ والدین اور اقارب اور یتیم

اور محتاج اور مسافروں کے لئے ہے یہی

ثواب حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا چاہو

جو جتنا چاہو خرچ کرو۔ اس کی کوئی تعین

تحدید نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو کوئی

ہم سے بتلائے ہیں اُن میں صرف کرو۔

یتیم اور محتاجوں کی خبر لینا اور اُن کے

حال پر رحم کھانا ہر مذہب و ملت کی تعلیم

میں شامل ہے۔

میں کسی وقت بھی خرچ کیا جائے اور

جہاد کیا جائے وہ اچھا ہے۔ خدا اُس کا

بہترین بدلہ دینا یا آخرت میں دے گا۔

لیکن جن مقدور والوں نے فحش گناہ یا حدیث

سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے

درجے سے اڑے۔ بعد والے مسلمان

ان کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ وہ وقت تھا

کہ حق کے ماننے والے اس پر لڑنے

والے اقل تھیں تھے۔ اور دنیا کافروں

اور باطل پرستوں سے بھری ہوئی تھی اُس

وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی

زیادہ ضرورت تھی اور مجاہدین کو بطور ایسا

اموال و خزانہ وغیرہ کی توقعات بہت کم۔

ایسے حالات میں ایمان لانا اور خدا کے

راستہ میں جان و مال گنا دینا بڑے اولوالعزم

اور پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم انسانوں کا

کام ہے۔

(۴) ﴿يَسْتَأْذِنُ مِمَّا ذَرَفْتُمْ مِمَّنْ قَبْلِ أَنِ﴾
﴿يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ يَفْعَلُ رِبًّا ذَلًّا﴾
﴿وَأَنِ يَكُنِ خَيْرٌ مِّنْ فَاسِدَةٍ وَأَن يَكُنِ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾

سورہ البقرہ رکوع ۲۶

ترجمہ۔ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز

خرچ کریں کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم

خرچ کرو مال۔ سوا مال۔

لے اور قربت والوں اور شیعوں

کے اور محتاجوں کے اور مسافروں

کے۔ اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی

سودہ ہے شک اللہ کو خوب معلوم ہے

(تفسیر) مفسمون سابق یہ تھا کفر و نفاق کو

چھوڑو اور اسلام میں بدی طرح ذہل ہو۔

علم الہی کے مقابل کسی کی مرت سزا۔ اللہ

کی خوشی میں جان و مال خرچ کرو۔ اور

ہر طرح کی شدت اور تکلیف پر عمل کرو۔

بعض اصحاب جو مالدار تھے۔ انہوں نے

آپ سے دریافت کیا کہ مال میں کیا خرچ

کریں۔ اور کس پر خرچ کریں اس پر یہ

علم ہوا کہ تقبل خواہ کثیر جو کچھ خدا کے لئے

خرچ کرو وہ والدین اور اقارب اور یتیم

اور محتاج اور مسافروں کے لئے ہے یہی

ثواب حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا چاہو

جو جتنا چاہو خرچ کرو۔ اس کی کوئی تعین

تحدید نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو کوئی

ہم سے بتلائے ہیں اُن میں صرف کرو۔

یتیم اور محتاجوں کی خبر لینا اور اُن کے

حال پر رحم کھانا ہر مذہب و ملت کی تعلیم

میں شامل ہے۔

یہاں پر رحم کھانا ہر مذہب و ملت کی تعلیم

میں شامل ہے۔

یہاں پر رحم کھانا ہر مذہب و ملت کی تعلیم

میں شامل ہے۔

(۵) وَتَشْتَرُونَ بِمَا ذُكِّرْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

سورہ البقرہ رکوع ۲۷

ترجمہ۔ اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ کہہ دیجئے جو بچے اپنے خرچ سے۔

(تفسیر) لوگوں نے پوچھا تھا کہ مال اللہ کے واسطے کس قدر خرچ کریں بیکر ہوا جو اپنے اخراجات ضروری سے زائد ہو کیونکہ جیسا آخرت کا نیکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے۔ اگر سارا مال اٹھا ڈالو تو اپنی ضروریات کیونکر پورا کرو؟ اور جو حقوق تم پر لازم ہیں ان کو کیونکر ادا کرو؟ معلوم نہیں کس کس خیراتی دینی اور دنیاوی میں پھنسو۔ دنیا فانی مگر محل حوائج ہے اور آخرت باقی اور دار ثواب ہے اس لئے سوچ سمجھ کر ہر ایک امر میں اس کے مناسب حال خرچ کرنا چاہئے اور مصدقہ دنیا اور آخرت دونوں کو پس نظر رکھنا مناسب ہے۔ اور احکام کو واضح طور پر بیان فرما دینے سے یہی مطلوب ہے کہ تم کو فکر کرنے کا موقع ملے۔

(حدیث ۱) فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کتنا ہے میرا مال میرا مال اس کے لئے اس کے مال میں سے میں چیزیں ہیں۔ (۱) جو کھا کر فنا کر دیا۔ (۲) وہ جو پین کر پھرانا کر ڈالا۔ (۳) وہ جو صدقہ دے کر جمع کیا۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اور لوگوں کے لئے چھوڑ جائے گا۔

حدیث ۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے سمجھانے کے لئے فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جس کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہوتا ہے فرمایا بے شک اس کا مال وہی ہے جو آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ وہ تو اس کے وارث کا مال ہے۔ اس حدیث میں نیول کو بشارت ہے اور نیولوں کو ملامت کیونکہ سخی اپنے مال سے دینی و دنیاوی دونوں فرائض حاصل کرتا ہے اور نیول کو اس کا مال نہ یہاں کام آیا نہ وہاں۔ بلکہ تمام عمر وارثوں کے لئے مال جمع کرنے میں ذلت و محنت اٹھاتا رہا۔ آخر مرا اور ساتھ کچھ نہ لے گیا۔

خیر الدنیا ولا آخرہ کا مصداق بنا۔
نیکان زبواں بر میخورد
نیکیوں غم بیم و در میخورد

حدیث میں ہے کیا تم جانتے ہو کہ مسکین کون سے صحابہ نے کماسکین وہ ہے جس کے پاس مال نہ ہو فرمایا مسکین وہ ہے جس کے پاس مال ہو لیکن آگے نہ بھیجا ہو۔

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم صدقہ اس لئے دو کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ اگر توکل لاتا تو البتہ میں قبول کرتا پس آج تو مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت کو غنیمت سمجھو جبکہ تم میں محتاج لوگ موجود ہیں اور جتنا ہوسکے خیرات و صدقہ کر لو۔

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھنے لگا۔ کہ کس صدقہ بڑا اجر ملیگا۔ آپ نے فرمایا جو صدقہ تندرستی کی حالت میں کیا جائے جبکہ آدمی مال جمع کرنے کی حرص رکھتا ہو۔ فقر سے ڈرتا ہو اور امیر بننے کی امید رکھتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تندرستی کے وقت ایک درہم صدقہ دینا بہتر ہے موت کے نزدیک ایک سو درہم دینے سے۔

(۶) وَارْقُضُوا حَتَّىٰ لَا تَرْضُوا لَمَالِكُمْ مَالًا وَلَا تَتَرَكُوا فِي أَرْبَابٍ كَثِيرٍ مِمَّا تَرَكَتُمْ

سورہ النہل رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور خرچ کرو اپنے بچے کو اور جس کو بچا دیا اپنے ہی کے لالچ سے۔ سو وہ لوگ ہی مراد کو پہنچے۔

(تفسیر) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔ مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے دل کے لالچ سے بچائے اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے۔

(۷) إِنَّ قُرْصَةَ اللَّهِ فَرَضًا حَسَنًا يُضْعَفُ لَكَرَّةً وَنِعْمَةً لِّكَرَّةً وَاللَّهُ شَكُورٌ عَلِيمٌ

سورہ النہل رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ۔ اگر قرض دو اللہ کو ابھی طرح پر قرض دینا۔ وہ دونا کرے تم کو اور تم کو بخشے۔ اور اللہ قدر دان ہے نکل والا۔

(تفسیر) اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیب مال خرچ کرو۔ تو اللہ اس سے کہیں زیادہ دے گا۔ اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا۔ قدر دانی کی

کی بات یہ ہے کہ تمہارے عمل پر بہت سا ثواب دیتا ہے۔ اور نکل بہ کرگاہ دیگر فوراً عذاب نہیں بھیجتا۔ پھر بہت سے مجرموں کو بالکل معاف اور بہتیروں کی سزا میں تخفیف کرتا ہے۔

(۸) إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا

سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ جو لوگ خیرات کرتے والے

میں مرد اور عورتیں۔ اور قرض دینے

میں اللہ کو اچھی طرح۔ ان کو دے

دے دونا۔ اور ان کو ثواب ہے

عزت کا۔

(تفسیر) یعنی جو اللہ کے راستہ میں خالص نیت سے اس کی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیر اللہ سے کسی بدلہ یا شکر کے طلبکار نہ ہوں گے۔ وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ سو اطمینان رکھیں کہ ان کا دیا ہوا ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ کئی گنا کر کے لوٹا یا جائے گا۔

(۹) وَتُجْزَوْنَ مِمَّا رَزَقْتُمْ وَأَنتُمْ فِيهَا كَارِهُونَ مَالًا يَكُونُ لَكُمْ وَمَا لَكُمْ بِهِ حَقٌّ وَمَا يَكُونُ لَكُمْ بِهِ حَقٌّ وَمَا يَكُونُ لَكُمْ بِهِ حَقٌّ وَمَا يَكُونُ لَكُمْ بِهِ حَقٌّ

ترجمہ۔ اور جاہلیں سے اس گناہ سے بڑے ڈرنے والے کو۔ جو دیتا ہے مال اپنا دل پاک کرنے کو۔ اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ ہے۔ مگر واسطے چاہتے رضی اپنے رب کی۔ جو سب سے برتر ہے۔ اور آگے وہ راضی ہوگا۔

(تفسیر) ایسے لوگوں کو اس آگ کی ہوا تک بھی نہیں لگے گی۔ صاف بچا دیئے جائیں گے۔ جن کا مقصد کسی طرح کا دنیا اور نمود و نمائش یا دنیاوی اغراض پیش نظر نہیں اور نہ ہی خرچ کرنے سے کسی مخلوق کے احسان کا بدلہ اُتارنا ہے بلکہ خاص رضاء مولیٰ کی طلب اور دنیا داری کی تمنا میں گھر بار لٹا رہے ہیں۔ وہ اطمینان رکھیں کہ انہیں ضرور خوش کر دیا جائے گا اور ان کی یہ تمنا ضرور پوری ہو کر رہے گی۔

(۱۰) وَمَا تَشْفِقُونَ فِي شَيْءٍ فِي مِلَّةِ اللَّهِ عَمَّا يُكْرَهُ ذَٰلِكُمْ تَضْلِعُونَ

سورہ الانفال رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور جو کچھ تم خرچ کر دے اللہ

کی راہ میں۔ وہ پورا لے گا کہ تم کو

اور تمہارا حق نہ رو جائے گا۔

صحبت شیخ کی اہمیت

(از مولوی محمد صابر رحمتی مستجل الدین والی شیر الہ آباد)

بڑے مولوی کو مارا فیرا کر لو گوارا
نہ مارا آپ کو جو خاک و اکسیر حیات

ہنگامہ ڈھاو شیر نہ مارا لو گوارا
اگر آپ کو اے اکسیرِ مال و گوارا

اولیاء اللہ کی صحبت میں جو مولیٰ ستے ہیں ان میں سے ہستی کا فنا ہونا بھی ایک گوارا ہے۔ یہ بے نشہ طبع عقیدت ادب اور اطاعت طاعتِ حق کی نصیر کا جزو لا ینفک (وادت میں راسخ) ہیں جاسمین اور اسی مولیٰ کی برکت سے تمام احکام خداوندی پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

تالیذہن یجاءلہن ذوالفہما لہن فیہم مہمبکنا
سودتہ عنک ملکوت آخری کے بارہ ملا جو لوگ جانتے ہیں ہر وقت (کرتے ہیں) ہم ان کو ضرور اپنے صحیح راستوں کی راہنمائی فرما دیں گے۔

لہذا پس پہلے فہم جہاد کرنا پڑے گا کیونکہ اذن النفس (ذاتِ نفس) بالاشہودہ شرع بارہ ملا سب سے بڑا اثر برائی کی طرف نفس

ہی تو ہے۔ صحابہ کرام نے بھی اگر جاہلیت کی عداوتوں سے نجات پائی اور حکماء کی ہتھکڑی پر عمل کیا تو صرف ابرہہ و کرم رحمتہ اللعالمین کے دامن میں پناہ لے کر نفس کی شرارتوں سے محفوظ ہوئے۔

بعد یہ مقام حاصل کیا۔ اور نفس کو ایسا مال کا کران میں سے ایک بہت بڑا جملہ جس کو مجاہد اعظم فرارسل علیہ اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ (المسلول) القدر کی مہکتی ہوئی تلوار کا نشانہ بنا فرمایا تھا۔ لیکن کسی مصیبت کی بنا پر خلیفہ عثمان نے انکو منزل کیسے کی سبائی کی کیفیت

دیدہ تھی تو پھر بھی وہ اپنی ذوق پروری سے دور رہے بصورتی ادا کرتے رہے۔ بالقرض اگر خاندان ولید میں کوئی لغتائیت اور انانیت ہو تو وہ خلیفہ عثمان کو یہ مسکت جواب دیکر شکوہ نہ کرنا چاہئے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ (حضرت نے فرمایا) سبزیل مقرر فرمایا اور سبب اللہ المسلول کا نشانہ بنایا فرمایا ہے۔ اگرچہ ہم منزل کرنے والے کوئے ہیں) لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس تھا کہ مصلیٰ اعظم نے

سب کو یہ سبق پڑھا دیا تھا کہ سیدالقوم خادمہ یعنی قوم کا سرور حقیقت میں انکا خادم ہوتا ہے۔ یہ ہے وہ ہستی فنا ہونے کا مولیٰ جس کی چمک سے معاملات میں یہ اخلاقی حیدر پیدا ہو جائیں سرکارِ دو عالم کی صحبت سے صحابہ کو ایسے مولیٰ ملتا ہوتے تھے جن کے حصول کے بعد دنیا میں انکو کسی اور چیز کی خواہش ہی نہیں رہتی تھی اور ان کو یوں کا حقیقی مقرر اور مقصود بالذات اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت تھی۔ جو حیا و عفتور کے ساتھ عقیدت بصری لگا ہوں گے دنیا بیتی تھی۔ اور یہی نہ نسبت عقل اپنے نفس کو ان ظلم کا میں کے سامنے پامال کرنے سے ملتی ہے پھر برعلیہ صحت اسودہ حسن کے سمندر میں نہ کھائی کرتا ہوا اظہار کے مولیٰ پیش کرتا ہے۔

لہذا ہم یہاں اپنے شیخ حضرت شیخ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ شہسوری کے چند حالات سپردِ قلم کرتے ہیں تاکہ کتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاندار ان جیسے بہلول کو حاصل ہوئے ہیں انکے متعلق یہ کہنا ہے جان نہ ہو کہ

شیخ کی عمر نہیں اسی مشعل کی حضرت کو وحوت و رفعتانہ علیہ السلام علیہ السلام کی تھی کہ ایک بولانا جاتی تھے انہوں نے فرمایا کہ تو ہمیں ایک بزرگ سے کپاس لے چلیں حضرت نے جواب دیا کہ میرے پاس تو آنے جانے کا کارہ بھی نہیں لہذا میں مخدور ہوں مولانا موصوف نے کہا کہ مذہب انشا علیا جب آپ قبلہ حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ مہرِ زندگی والوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اچھی تم کا علم درج ہو اور مولانا موصوف سے فرمایا کہ یہ میثاقی امانت ہے اسکا خاص خیال رکھنا جب دوبارہ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت نے اپنے نہیں اپنے حلقہ اولاد میں داخل فرمایا۔ پھر یہ حضرت کے پاس ہی رہنے لگے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے پیار سے نام کی تقدیر

جو طلب تھی کہ بارہ مہینے ہی خواہ سخت سردیوں کا موسم کیوں نہ ہوتا ایک چادر اور ایک تہندار اور ایک حصہ بہن کرکرات دن گزارتے تھے۔ اور کبھی بھی اپنے تختہ کوئی خدمت پیش نہ کرتے۔ حتیٰ کہ کبھی خود فرمایا کرتے تھے کہ اس بیٹے نے مجھے بھی کسی چیز کی تکلیف نہیں دی۔ جب کہ میں شیخ نے برسوں کے بعد جان فرمایا اور ان کے پاس بھی اللہ کا نام سیکھنے والا نہ تھا کہ بڑا جگہ شاربنا تھا۔ چنانچہ وہ مولانا موصوف جنہوں نے انہیں شیخ کے متعلق راہنمائی کی تھی سخت تیار ہو گئے۔ حضرت نے انہیں اس کیلئے تشرف لیا اور انعام جماعت کو کھانا روک دیا کہ میرے بیٹے نہ آنا اور میں اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک کہ مولانا صاحب تندرست نہ ہو جائیں یا انہیں فضاوالہی نہ پہنچے ورنہ خدمت ہی کرتا رہے ہو گا۔ چنانچہ جیسے شیخ کے پاس کوئی سوال نہیں کرتے تھے اسی طرح مولانا موصوف کے پاس ریکر خدمت کرتے اور رات کو چٹائی پر سر جھکی سو رہتے یہی سلسلہ تقریباً چھ مہینے تک جاری رہا تا کہ مولانا موصوف انتقال فرما گئے تو جب حضرت جماعت میں واپس آئے تو صدقہ دینے سے ساقی مشکل آسان ہو گئی ہستی پر مشابہ خاک بچان ہوئے ایک دفعہ اسے شیخ بیت اللہ کو شہر لے کر گیا رہتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ تقریباً ساٹھ آدمی متعلقین میں سے ہمراہ تھے۔ آپ کے ساتھیوں میں بھری جہاز میں ایک مولیٰ منزل میں سوار تھے اور شیخ والی منزل میں ایک بو جستانی بزرگ تھے جنکے ساتھ تقریباً آٹھ ہی متعلقین تھے۔ وہ واقعہ یہ ہوا کہ حضرت کے متعلقین میں سے کسی نے جانے کی آواز دے کر اپنے بیٹے کو بڑے بزرگ کے پاس میرے چہنہ نظر سے ہٹانے کے کہ وہ شخص کسی ریکر آواز دے کر اپنے سے اپنے پورے زور کے ساتھ حضرت کی پیٹھ پر دے ماری جماعت نے اسے پکڑا کر سزا دی لیکن حضرت نے حال ہی میں دیا اور فرمایا کہ اتر جاؤ کہ ہمیں کوئی تکلیف نہ پہنچے کہ ہم اپنے اترنا تو اسے شیخ کو اس ماجرے کا بہت حال دہا اور انکا جماعت حضرت سے معافی مانگنے آئے تو حضرت نے فرمایا۔ بھائی آپ لوگوں نے میرا کیا کیا ہے۔ میں نے تو اس کو بھی جانے دیا جس نے مجھ کو ماری تھی۔ سنا یا نہ وہ شخص

﴿يَقُولُ كَذِبًا أَتَنَبَّأُكَ بِالْغَيْبِ﴾
کی دہانہ الفت کا ایک بین ثبوت کتاب ہے
دوسری دفعہ جب برادران یوسف وہیں
آئے اور بنیامین ساتھ نہیں تھا تو حضرت
یعقوب علیہ السلام نے اُن کی معرفت منکر
فرمایا: ﴿يَا بَنِي إِسْرٰءِيلَ إِنِّي أَنَا نَبِيُّكُمْ﴾
یہ ہے جو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے
اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پیغمبر ہوں۔
اُسے ان سب کو میرے پاس۔
وہی ہے جنور اور حکمت والا۔

اس جگہ قرآن مجید نے سیدنا یعقوب
علیہ السلام کے غم و اندوہ کا نہایت مؤثر
پیرائے میں اعتراف فرمایا: ﴿وَوَدَّاهُمَا
وَدَّاهُمَا﴾
وہ دونوں اپنے آپ کو افسوس
کرتے تھے۔

حضرت یعقوب بیٹوں کی طرف سے
تمہ پھر کر فرماتے گئے۔ اے افریں
یوسف پر اور سید ہو گئیں انکھیں اُس
کی غم سے۔ وہ اپنے آپ کو افسوس
کرتے تھے۔

حضرت یعقوب کی اس قابل رحم حالت
پر بھی بیٹوں کو ترس نہیں آتا۔ بلکہ وہ اُن
کے زخموں پر یوں نمک چھڑکتے ہیں۔
﴿يَا بَنِي إِسْرٰءِيلَ إِنِّي أَنَا نَبِيُّكُمْ﴾
اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پیغمبر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم حاکم کہنے لگے
کو تو یوسف کی بلا کو اُس وقت تک
نہیں چھوڑے گا کیا تو کھل جائے
یا بابل ناک ہو جائے۔

آخری چکر ہو پھر سیدنا یعقوب نے اپنے
باپ کے دل پر لگایا۔ وہ یہ تھا۔ جب
سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: ﴿إِنِّي
لَأَجِدُ رُفِّيَّ يُوسُفَ أَتَىٰ كَذِبًا﴾
میں نے اپنے بیٹے یوسف کو جھوٹے
پیرائے میں ملے گا۔

شام جان و موٹر کر رہی ہے۔ اگر
تم مجھ کو بھلا کر پوچھو کہ
تو اُس وقت بے درد اور کھڑ مزاج
بیٹوں نے نہایت دیدہ دہنی سے یہ الفاظ
استعمال کئے۔ ﴿قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلٰلَةٍ
بَٰرِعَةٍ﴾

اے تمہاری کٹوتی تو اپنے پرانے
خط میں گرفتار ہے۔

مگر انہی بیٹوں کے حق میں باپ کا لہجہ
سورہ یوسف کے مطالعہ سے خود ملاحظہ
فرمائیے۔ ہر سخت کلامی کا جواب نہایت ہی
شفقت سے دیتے ہیں۔ اور جب آخر پر
انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے تو
پیغمبرانہ رحمت سے فرماتے ہیں۔ ﴿قَالَ يٰٓأَيُّهَا
يٰٓأَيُّهَا﴾

﴿يَقُولُ كَذِبًا أَتَنَبَّأُكَ بِالْغَيْبِ﴾
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو
فرمایا: ﴿يَقُولُ كَذِبًا أَتَنَبَّأُكَ بِالْغَيْبِ﴾
اے نبی! میں تمہارے پیغمبر ہوں۔
وہی ہے جو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے
اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پیغمبر ہوں۔

والدین کے نافرمانی کہ اگر والدین
کی ممانعت محبت پر جو قرآن کریم شہادت
دیتا ہے۔ اس کا بھی خیال کریں۔ اور اپنی
پچھلے روزہ زندگی کو اپنے بزرگوں کی خدمت
میں گزارنے کا اہمیت سے غور کریں۔

خوب۔ انشاء اللہ آئندہ قلوب میں پھر
ڈرامائی رنگ میں موجودہ محاسن سے پر
تبصرہ ہوگا۔

مجلس ذکر صفحہ ۸ سے آگے

لڑاؤ سے عزم کرتا ہوں غم اور پھر ہے اور
عمل اور پھر مخلص عربی میں ملے۔ وہ جگہ
آگے ہیں۔ وہندارین کی نہیں آگے۔ دلائل اور
پھر ہے اور دلائل اور پھر۔ وہ دلائل سے ہے
دلائل کے مابین اور دلائل۔ وہندارین اور

عملی دلائل اور پھر کے لئے کسی باطل اور انداز
کی صحبت کی ضرورت ہے یہ بیوہ زہرا لکھ کر
اللہ دلائل کی صحبت عالم کو نصیب تو اس کے
اللہ بھی وہی روحانی اور اس کے جو ایک ہی ہے
اور باطل میں ہوں گے۔ مرنی کی صحبت میں

ان اراض سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ میرے وہ
مرئی ہیں۔ فیروز میں عاشق طرف والے حضرت
پروہی! اللہ تعالیٰ کے جمال کی صحبت کے
منظر سے۔ اور باطل طرف والے حضرت امروہی

اللہ تعالیٰ کے جلال اتم کے منظر سے۔ حضرت
امروہی کا ایک خادم تھا۔ جس کا نام قاضی حاجی
اللہ دہایا۔ وہ باطل جانی تھا۔ اس کا کام تھا۔
جہازوں کو لنگر سے روٹی لا دینا اور عالی بزم

مکرم میں پہنچا دینا۔ حضرت امروہی کی صحبت
میں اس کی اصلاح باطل ہو چکی تھی ایک دن
ایک شخص نے حضرت سے اور شکایت کی کہ حضرت!
دارالافتاء کے لڑکے مجھ کو کھاتے ہیں

حضرت نے حاجی اللہ دہایا سے فرمایا: اللہ علیہ
الہ ہمارے کو پکڑ کر لاؤ تو ان کو سزا دوں۔
وہ پراسرار گناہ ہے کہ حضرت اس سب سے بڑا
دعا میں تو ہیں ہوں۔ اس نے حضرت کی نصیحت
کا کٹھ پتھر دیا اور حضرت خاموش ہو گئے۔
یہ ہے اہل اللہ کی صحبت کا اثر۔ اہل اللہ کی
نسل آدمی ہے۔ ان کی صحبت میں رنگ بڑھ
جاتا ہے۔ اس کے لئے عقیدت ادب۔ اطاعت کی
ضرورت ہے جو اس طرح ان کی صحبت میں نہیں
وہ مومنان بھر کر لے گئے جو ان سے خالی رہے

وہ محرم ہی رہے۔ ح
تہذیب و تمدن قسمت لا چو سود از پیر کمال
کہ غفر از آب حیران نقد می کد و کند
حضرت دین پروری کا ایک خادم بہت بڑا نبی
تھا۔ وہ فریب برادر اور قریب سے رشتہ دار بھی
تھا۔ اس کا نام قاضی ناصر خاں۔ حضرت کے
پاس ناصر خاں خاں کے ایک ہمسایہ نے لکھ کر
کی کہ ناصر خاں خاں نے میری زمین دہائی ہے
اس سے واپس لا دیجیئے۔ حضرت نے ناصر خاں کو
کہہ دیا کہ اس کا فیصلہ کیا جائے۔ اس سے پہلے
میں لکھا کہ حضرت! زمین میری نہیں آپ کی ہے
مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ چلتی لگتا ہے دس
دو بجے۔ یہ ہے صحبت کا اثر۔ لہذا دین پر پیر زمین
کے لئے آتے اور مرتے ہیں حضرت نے چلتی
زمین وہ لگتا تھا دس دی۔ پیر بن لوگوں نے

اس کی موت دیکھی ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ زمین کو ہی ایسی موت سے بچاؤ کہ
حضرت امروہی کے ایک خادم نے لکھ
کے لئے ان کو پکڑ زمین دس دی۔ اس کے
بغضال کے بعد اس کے زمانہ سے حضرت سے

زمین کا مطالعہ کیا۔ حضرت اللہ سے دستاویز
لے لے اور اس کو بلا کر فرمایا۔ چارے جاؤ میرا
یہی قبضہ تھا۔ زمین کی صحبت میں رہے اور
رنگ نہ پڑے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ صلی علیہ

علیہ وسلم اور صلی علیہ وسلم اور صلی علیہ وسلم
حضرت صاحب بھی ہوتے ہیں۔ مجھے حضرت مولانا
سید حسین احمد صاحب مدنی۔ وہ ظاہر سے ناصر خاں
اور باطل کے کمال اہل ہیں۔ ان سے پہلے

حضرت مولانا امروہی صاحب تھے۔ ان سے پہلے
حضرت شیخ الاسلام صاحب تھے۔ ان سے پہلے
دارالعلوم دہلویہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب تھے
اے پناہ پر! تم اندھے ہو تم کیا جانو

کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کیا ہیں
حضرت دین پروری نے بھی ایک تقریر
نہیں فرمائی۔ مگر ان کی صحبت میں رہتے
داروں کو بر مرنے سے وہ بادشاہوں کے مناجل

میں نہیں آتے۔ مولوی حبیب اللہ کے نانا
مولانا ابو محمد احمد حضرت لکھنوی سے بہت تھے
ان سے سب انکار دیکھتے تھے اور اس کے بعد
انک کو دیکھتے تھے۔ وہ ایک دفعہ دین پر شریف
گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ میں نے اس کے پاس ہی
پہنچا تھا کہ سب لکھتے تھے۔
اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس رنگ
کا رنگین بنائے اور میری اور آپ کی شرح
معد ہو جائے۔ لکھ کر دین کی محاط میں شک
نہ رہے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

الحایة رسول اللہ علیہ السلام

عن ابی ہریرہ قال لَمَّا نَزَلَتْ
وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَثَرَاءَ خَرَجَ
الْحَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى صَدَّقَ الصَّقَا فَعَلَّ يَتَادَى يَتَابَعِي
فَعَجَّ يَابَعِي عَتَايَ لِيُطَوِّنَ مَطَرِي
حَتَّى أَصْبَحُوا فَمَكَرَ الرَّسُولُ إِذَا لَمْ
يَسْتَلْجِبْ أَنْ يَخْرُجَ أَمْسَلَ سَمُوكَا
لِيُصْنَعَ مَا هُوَ خَيْرٌ أَوْ كَيْفَ وَفَرَّقِي
فَتَنَالَتْ أَيْدِيَهُمْ إِنَّ أَحَدَهُمْ كُنْكَرَ
عَبْلًا فَخَرَجَ مَعَ صَاحِبِ هَذِهِ الْجَبَلِ وَفِي
دَوَائِبِهِ أَنَّ خَبَرَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ
مَشْرُوبُهُ أَنَّ لُغِيَّةً عَلَيْهِ كَرَّ كَيْفَ
مَصْدَرُهُ عَلَى قَالُوا فَتَحَرَّجَ سَابِقُ بَنَاتِهِ
إِلَّا صَدَّقًا قَالَتْ بِنَاتِي نَذِيرُكُمْ بَنِي
بَنِي عَدُوِّ عَدَا بَنِي سَبِيحٍ قَالَ أَوْ كَيْفَ
بَنِي كَلَّ كَلَّ كَلَّ كَلَّ كَلَّ كَلَّ كَلَّ
بَنِي إِيْنِي كَلَّ وَتَبَّ مَتَّقِي عَدُوِّي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی
وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَثَرَاءَ
اپنے قریب تر لوگوں کو ڈرانا تو نبی
کوہ صفا پر پہنچے اور پکارنا شروع
کیا اسے خبر کی اولاد اسے عدی کی
اولاد۔ اسی طرح تمام قبائل قریش
کو آپ نے نام لے لے کر پکارا
میں نہ کہ سب جمع ہو گئے۔
قادر یہ تھا کہ اگر تغیب کا پڑا ہو
کسی وجہ سے خود نہ جاسکتا تھا
تو اپنی طرف سے کسی آدمی کو بھیج
دیا کرتا تھا۔ غرض ابو لباب اور
قریش کے تمام لوگ جمع ہو گئے
آپ نے ان کو مخاطب کر کے
فرمایا اگر میں تم کو یہ خبروں کو
میں پہاڑ کے ایک جانب سے ۴۴

ہفتہ وار خبریں

تاریخ ۲۳ دسمبر - حج قاہرہ
نے اعلان کیا ہے کہ ندر سیز ماٹ کرنے
اور دوبے ہوئے ہمازون کو نکلنے کا لام
فدی طور پر شروع کیا جا رہا ہے۔
نئی دہلی ۲۴ دسمبر - راجپوت کے
ایک گاؤں نصرت آباد میں فرقہ دارانہ فساد
ہوا۔ پولیس نے ہجوم پر گولی چلا کر دو
مسلمانوں کو شدید طور پر زخمی کر دیا

نکارہ - ۲۴ دسمبر - آج بھارت
حکومت انڈونیشیا کے ایک سرکاری اعلان
میں کہا گیا ہے کہ مرکزی فورس نے شمال
سائبر میں فوجی حکومت کو ختم کر دیا ہے۔
قاہرہ - ۲۴ دسمبر - اقوام متحدہ کی
جنگلی پولیس فورس کو برطانیہ سید میں
اپنا کام مکمل کر چکی ہے۔ اب سولے سینا
میں منتقل کر دیا ہے۔

القزو - ۲۹ دسمبر - آج بھارت
اعلان کیا گیا ہے کہ ترکی نے قبرص کے
مستقبل کے تعین کے لئے جوہرہ کی
تسليم منظور کر لی ہے۔

سیالکوٹ - ۲۳ دسمبر - مقبوضہ
کشمیر سے موصول شدہ ایک اطلاع منظرہ
کہ سری نگر کی نام نہاد اسمبلی کے صدر مشر
بی ایم صادق کے پانچ ساتھیوں نے مقبوضہ
کشمیر کے وزیر اعلیٰ بھٹی غلام محمد کو قتل کرنے
اور ان کی نام نہاد حکومت کو ختم کرنے کا
منصوبہ بنا رکھا تھا۔ اس کی مکمل نہ ہو سکی اور
لوہان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

راولپنڈی ۲۸ دسمبر - سماجی کونسل
غالباً - جنوری کے تیسرے ہفتہ میں مسئلہ کشمیر
پر غور کرے گی۔

کراچی - ۲۸ دسمبر - آج بھارت
حکومت پاکستان کے ترجمان نے بتایا۔ کہ
پنڈت ہنرہ کے حالیہ دورہ امریکہ سے پاکستان
کی امریکی اقتصادی امداد پر کوئی اثر نہیں پڑا۔
کراچی - ۲۸ دسمبر - آج بھارت
طرح پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۶ نوگ ۱۴
دسمبر ۱۹۷۴ء سے پہلے ایک سے زیادہ متروکہ
جہازوں حکومت کے حوالے نہیں کریں گے
ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

۴۴ اور ایک روایت میں ہے کہ
اس جنگ میں سے سارے خبریں
خبروں پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔
تو کیا تم اس کو سچ مان لوگے
اور مجھ کو سچا سمجھو گے۔ ان لوگوں
نے کہا کہ جاسے خبر میں تم سچ
سچ ثابت ہوئے ہو۔ اس نے
ایک ہندوئی خبر کو درست سمجھ کر
آپ نے فرمایا۔ میں تم کو اس
سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو
تمہارے سامنے ہے۔ ابو لباب
نے سچ کو کہا تو تباہ و برباد
گیا۔ اسی لئے تو نے ہم کو متع
کیا تھا۔ اس پر یہ سہوہ نازل
ہوئی۔ تَبَّتْ رَبُّهَا إِنِّي لَأُبَيِّقُ
تَبَّ۔ یعنی ابو لباب جاک ہوا اور
وہ ہلاک ہوا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
يَوْمَئِذٍ الْكُفْرُ وَدَجُّهُ خَرَجَ فِي خَالِيهِمْ
إِذْ قَالَ قَالُوا أَيْكُمُ يَوْمَئِذٍ إِلَى خَيْرٍ مَّا
فَكَذَّبُوا فَمَضَى إِلَى خَيْرِهِمْ وَشَرِّهَا
لَهُمْ يَوْمَئِذٍ سَخِي إِذَا تَنَجَّيْتُمْ وَفَسَّهَتْ بَيْنَكُمْ
كُفْرِيَوْمَ قَالَتْ بَنَاتُ أَشْفَا هُمَ قَالَتْ أَتَكُنَّ
وَسَخَّه بَيْنَ كُفْرِيَوْمَ وَتَكُنَّ الْيَوْمَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِقًا فَفَعَلُوا حَتَّى مَالَ
بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنَ الْغَتَاكِ قَالَتُنَّ
مُسْلِمًا إِلَى قَائِلَةٍ قَالَتْ لَيْسَ لَيْسَ وَتَكُنَّ
الْحَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِقًا
حَتَّى الْيَوْمَ كَذَّبُوا وَفَعَلُوا بِكُفْرِيَوْمَ
وَلَمَّا فَطِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ الْغَتَا قَالَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَاتِي
تَكُنَّ كَالْكَانِ إِذَا وَحَا حَتَّى كَلَّهَا وَإِذَا مَالَ
سَالَ كَلَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ يَوْمَئِذٍ بَنَاتِي
وَعَدَّةٌ بَنَاتِي وَتَكُنَّ بَنَاتِي وَتَكُنَّ
وَلَيْسَ بَنَاتِي وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ بَنَاتِي وَتَكُنَّ
بَنَاتِي وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ
عَبْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِقًا
بَنَاتِي وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ وَتَكُنَّ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَتَّبَعَ أَصْحَابُ الْغَتَا كُنَّ مَتَّقِي سَابِقًا
فَرَجَعَهُ - عبد الرحمن بن مسعود سے روایت
ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے
تھے اور قریش کی ایک جماعت کعبہ
کے گرد اپنی جہس کا حق بانٹنے
بیٹھی تھی کہ ناگاہ ایک شخص نے کہا

عبد الرشید عباسی والا کینٹ علم اسرارِ دین

(حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)
شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے
نزدیک حدیثوں کے متعلق تمام فہم میں
سب سے زیادہ باریک اور گہری
بنیاد والا، دور تک روشنی پہنچانے والا
فن اور اسلام کی مشریت کے ساتھ
تعلق رکھنے والے تمام علموں میں سب
سے اوجھل دوسرے کا علم وہ ہے جس کا
نام ہم ”علم اسرارِ دین“ رکھتے ہیں۔
اس علم میں اس بات پر بحث ہوتی
ہے کہ حدیثوں میں جو حکم دیئے گئے ہیں
وہ کیوں دیئے گئے ہیں؟ ان میں کیا ہیں
تکلیفیں ہیں؟
کیا ضروری ہیں۔ جن کی وجہ سے علموں میں
دوسرے پیدا کئے گئے ہیں۔ یعنی کس کو
علم ضروری اور کس کو زیادہ ضروری اور
کس کو بہت ہی ضروری بنایا گیا ہے۔
اس کے ساتھ اس علم میں اس بات پر
بھی بحث ہوتی ہے کہ کسی حکم کے کجا لانے
کی جو خاص صورت بیان کی گئی ہے وہی
خاص شکل کیوں بنائی گئی ہے۔ نیز اگر
کسی عمل یا کام کا کوئی وقت مقرر کیا گیا
ہے۔ تو وہ خاص وقت کیوں مقرر کیا گیا
ہے۔ ہمارے نزدیک جو عالم لوگ ان باتوں
پر غور کر سکیں ان کے لئے اس علم کی
طرف دھیان دینا زیادہ ضروری ہے۔ اگر
وہ اور علموں کی طرف دھیان نہ دے کر
اس کی طرف دھیان دیں تو بہت اچھا ہے۔
ایسے لوگ فرض عبادتیں ادا کرنے کے بعد
اپنی زندگی کا بہترین حصہ اس علم کی باتوں
پر غور کرنے میں صرف کریں۔ اور مرنے
کے بعد کی زندگی میں ترقی کرنے کا اس علم
کو ذریعہ بنائیں۔

اس علم کے فائدے۔ یہ وہ علم ہے
جس کے مطالعے سے انسان میں بصیرت
پیدا ہوتی ہے اور وہ گویا شرعی قانون کی
تکلیفوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔
اس لئے شیخ کے عام علموں کی (جن کا
دوسرے اوراق میں ذکر ہے) اس علم۔
علم اسرارِ دین۔ سے وہی نسبت سمجھنی
چاہئے جو شعرِ برہنہ والوں کو علم عروض
شعر ہے۔ کیونکہ علم عروض جانے بے انسان
شعروں کو اچھی طرح پرکھ نہیں سکتا کہ وہ
مذہب کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ بشرطیکہ انسان

صحیح ہیں یا غلط۔ اسی طرح حکماء اپنی باتوں
کو ثابت کرنے کے لئے دلیلیں دیا کرتے ہیں۔
ان کے سمجھنے کے لئے منطق کے علم کی
ضرورت ہے۔ ویسے ہی حدیث کے علموں
کو صحیح طور پر اور پورے طور پر سمجھنے
کے لئے علم اسرارِ دین کے سمجھنے کی ضرورت
ہے۔ جو شخص اس علم کا پوری طرح ماہر
ہو جائے وہ پھر اندھیری رات میں۔
لکڑیاں جھگ کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا
جو کبھی کلڑی کی جگہ سانپ پر بھی ہاتھ
ڈال بیٹھتا ہے۔ نہ وہ سیلاب میں غوطہ
لگائے والے کی طرح ہوتا ہے کہ موتی
کی تلاش میں اپنی جان بھی کھو بیٹھتا
ہے۔ پھر نہ وہ اندھوں کی طرح مار چلتا
ہے۔ نہ اندھیری رات میں اندھی اونٹنی
کی سواری کرتا ہے۔ اب وہ اس نیم حکیم
کی مانند بھی نہیں ہوتا۔ جو کسی طبیب
کو دیکھتا ہے کہ وہ بیمار کو سیب کھانے
کا حکم دیتا ہے۔ تو وہ نیم حکیم بھی اندھوں
کو سیب کی شکل و صورت پر قیاس کر کے
اس کے کھانے کا حکم دے دیتا ہے۔ نالاکہ
اندھوں بے حد گڑوا چلے۔ گو تھ اور
شکل کے لحاظ سے سیب کی مانند ہے
اس علم میں حمارت حاصل کر لینے کے
بعد مومن اپنے دل کی گہرائی سے شہادت
دیتا ہے۔ کہ جو دین خدا کی طرف سے
ملا ہے وہ یقیناً صحیح ہے۔ اس کی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی معتبر آدمی بتائے کہ
سنگیا کھانے سے انسان مرجاتا ہے اور
سننے والا اُسے سچ مان لے۔ (یہ ایک
مزل ہے)۔ اس کے بعد سنگی کے خاصیتوں
کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد جان لے
کہ چونکہ اس میں انتہائی درجے کی گرمی
اور خشکی پائی جاتی ہے۔ جو انسان کے
مزاج کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے زہر
انسان کو ہلاک کرنے والی چیز ہے خاصیتوں
کے اس طرح معلوم کر لینے سے اس کے
یقین میں ضرور اضافہ ہو جائے گا۔

کیا یہ علم بدعت ہے؟ اس علم
کے اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیثوں سے ثابت ہیں۔ اور صحابہ اور
تابعین نے اس کی ان باتوں کو جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر طور پر بیان
کی تھیں، ذرا کھول کر بیان کر دیا ہے۔
اور ائمہ مجتہدین غور کرتے ہوئے یہاں
تک پہنچ گئے ہیں کہ حکمت اور دقتی
کی جو باتیں اسلامی قانون میں پائی جاتی ہیں
اسے صحیح اور ضروری مصارف میں

انہیں قانونی کتابوں کے ہر ایک باب میں بتا
دیا ہے۔ ان مجتہدین اماموں کے طریق پر
چلنے والے محققین نے بھی حکمت کے
بہت سے مسئلے صاف صاف بیان کر دیئے
اور اس طرح اس علم کی تحقیق بڑھتی گئی۔
اور جن لوگوں نے اسلام کے بنیادی قانون
کو سمجھا اور اس کے ماتحت ضمنی قاعدے
بنائے ان کے پاس اس دینی تحقیق کا
بہت سا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اب اس علم
میں بحث کرنا اللہ کے فضل سے ایسا
نہیں کہ کوئی شخص کہے کہ مسلمانوں
کی رائے عام اس کے خلاف ہے یا
اس علم میں تحقیق کرنے والا اپنے آپ
کو اندھیرے میں پاتے۔ یہ سب کچھ
درست ہونے پر بھی کہا جاسکتا ہے کہ
اس فن پر بہت تھوڑی کتابیں لکھی
گئی ہیں۔ اور بہت کم عالم ایسے ہوئے
ہیں جنہوں نے پوری طرح سوچ بچار
کر کے اس فن کے بنیادی قاعدے
بنائے ہوں۔ اور پھر ان بنیادی قاعدوں
سے اصول اور ان سے شاخیں نکالی ہوں
یا کسی ایک صفت نے اس فن پر اتنا
کچھ لکھ دیا ہو کہ اس فن کا شوق
رکھنے والے طالب علم کی پیاس بجھا سکے۔
اور ایسا ہونا ضرور بھی تھا کیونکہ عربی
دُنیا میں ایک مثال مشہور ہے۔ کہ جب
تو شیر پر سوار ہوگا تو تیرے پیچھے
کون بیٹھے گا؟ پس اس فن پر کچھ لکھنا
شیر کی سواری کرنا ہے۔ ”اگر ہمارے
مصنفین اور علماء حضرات اس طرف توجہ
دہائیں تو ایک بہت بڑی سی کو بچا
کرنے کے مترادف ہوگا۔ نیز مغربِ ذہ
طبقہ کو جو ہر ارشاد و احکام میں کیوں
اور کیسے کرنے کا عادی ہے، متاثر
کرنے کا ایک بہترین آلہ ثابت ہو۔
ملک کا تعلیم یافتہ طبقہ جب کسی خاص
راہ کو اختیار کرتا ہے تو جمہورِ عام خود
اسے اپنا مسلک سمجھتے اور اس پر
گامزن ہوتے ہیں۔

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۱۷ پر آئے

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ
کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی۔
اللہ تعالیٰ کی مخلوق راضی۔ اور بہشت
کا داخلہ نصیب ہوگا۔ اس سے معلوم
ہوگا کہ ذاتی طور پر مال کا بیع کرنا مذہب
کرنے۔ اللهم ابدنا الصراط المستقیم۔

{ منظور شدہ محکمہ تعلیم

۱۔ لاہور ترجمانی پبلیکیشنز نمبری 6 / 14321 - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء

بدل شترالک
مالانہ
ششماہی
لی بیچ

پنجاب بسکت

پاکستان کے

لذاتین کبک ط

تیار کردہ پنجاب بسکٹ فیلمز لاہور، (فون نمبر ۴۱۲۲)

پاکستان کا بانی
 محمد یونس
 جمعیت قومی اوقاف
 شاہ عظیم مارکیٹ، لاہور

2825-2892
 2825-2892
 2825-2892

[illegible]

ہمارے مال
 فرانسز
 ۱۹۷۶
 کوئٹہ
 ہمارے مال
 فرانسز
 ۱۹۷۶
 کوئٹہ
 ہمارے مال
 فرانسز
 ۱۹۷۶
 کوئٹہ

آپ کی قدیم اور مجرب دکان
 بیچا منہ مارٹ
 دھنی رام اسٹریٹ انارکلی لاہور
 فائن گز کے لئے گڑھی کے دیدار میں میل میپ پبولان وغیرہ خاصیت تیرن
 و سناپ ہو سکتے ہیں۔

اپنے لوگوں کی اچھی پسند
اوپر کے فن
 ٹیبل اور سیلنگ ٹین
 ایس سی
 ڈی سی
 ہیرا ہری دھو کا نذر ارے طلسم ہے
 اوکے ایڈیٹرک میپنی سوہلی میاں خاں لاہور

پاک سابقہ (امڈین) لاہور قائم شدہ ۱۹۲۸ء
 زیر دروازہ مسجد وزیر خان لاہور
 ۶۴۳۳

کوئی مرض لا علاج نہیں
 دوا کا نام کاشی دانی زلزلہ اس دانی بچپن
 جیسو دیا میں خدشہ خفاں دھڑک
 رواد نہانہ امراض کامل علاج کرکے
 خفاں کہم غافلہ طریقہ حسن بڑا لکھو

دانشِ مریضوں کے
 یہ سب سے کم دانی کا ہے مریض
 صاحبِ کبر ہے جسے دانتوں میں جوتا
 سب سے بے خبر ہے دانتوں کی جہت میں
 اس کا کس کو جوتا کاتیا کر دیا
 پاؤں دانتوں کی جہت میں ہے
 قیمت فی شی 2/3 روپیہ

کتاب طیف زندگی

جس میں
تاریخ کا نقشہ ہے اور جو بزرگ عالم ہیں ان کی
صفتیں، زندگی کے احوال۔
پیش کیا۔ اردو کی ایسی نئی جڑی ہوئی کتاب
نزدیکیاں جنوں ضلع ملتان

نہ افشہ خالص سونے کے
بہترین زیورات
۳۴ - کمرشل بلڈنگ - ال روڈ - لاہور
شیفون
۲۳۷۷